زنجیر تن دیکھا۔ دیکھا بیٹ رہے ہیں۔ نظر اٹھائی زین العابدینؒ بیمار نے۔ بیمار کربلا کا تذکرہ ان سے سنتے ہو کبھی ہم سے بھی سنو! آؤ ہم تمہیں بتلائیں کہ بیمار کربلا نے کیا کہا تھا۔ بیمار کربلا نے آنکھیں کھولیں۔ کوفے کے ارض و سما کو دیکھا۔ کوفے کے در و دیوار کو دیکھا۔ اپنی آنکھوں کو بند کر لیا۔ بہن بولی بھیا! آنکھیں کیوں نہیں کھولتا کہنے لگا۔ مجھے کوفے کے در و دیوار سے بے وفائی کی آواز آرہی ہے۔ کوفہ! کوفہ تو یہ تھا۔ کوفے والے بھی روتے ہوئے آئے۔ کوفے والی بھی پیٹتی ہوئی آئیں۔ کہا زین العابدینؒ ہائے حسینؓ۔ کہا میرے سامنے میرے بابا کا نام نہ لو۔ کہا کیوں نہ لیں۔ کہا۔

او کوفے والو! اگر روتے تم ہو تو مجھے یہ تو بتلاؤ کہ میرے بابا کو مارا کس نے ہے۔ خود مارتے ہو خود روتے ہو۔

وَجَاؤُا اَبَاهُمْ عِشَاءً يَّبْكُوْنَ۔ قرآن کی آیت یاد آگئی کہ جھوٹے ہمیشہ رویا ہی کرتے ہیں۔ قصے بنائے ہوتے ہیں۔ نبی کی بیٹی زینبؓ۔ حیا کرو۔ نبی کی بیٹی نبی کی بیٹی؟ اور کہتے ہو اس نے بال بکھیر لیے۔ اس نے اپنا آنچل پھاڑ لیا۔ اس نے اپنے دامن کو چاک کر لیا۔ حیا کرو! تمہیں پتہ نہیں کہ یہ کس گھرانے کی بیٹی ہے۔ یہ اس گھرانے کی بیٹی ہے جس کی دادی نے اپنے کٹے ہوئے بھائی کی لاش پہ کھڑے ہو کر کہا تھا۔ چشم کائنات تو مجھے روتا ہوا نہیں دیکھے گی۔ میں محمدؐ کے گھرانے والی ہوں۔ دنیا مجھے روتا ہوا نہ دیکھے۔ بھائی کی لاش پڑی ہے لیکن اس پہ کھڑی مسکرا رہی ہوں کیوں۔ کہ دنیا کی بہنیں آئیں گی اپنے بھائیوں کے سر لے کے اور میں آؤں گی اپنے بھائی کے جسم کا انگ انگ لے کے۔ نبیؐ کا گھرانہ۔ تم نے نبیؐ کے گھرانے کو کس طرح رسوا کیا کوئی ایک بات ہو تو کہوں میں نے اسی موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے۔ اسی قسم کی گفتگو کرتے ہوئے

گوجرانوالہ میں کہا تھا کہ ؎

داماں باغباں سے کشِ گل فروش کب
بکھرے پڑے ہیں سینکڑوں عنوان میرے لیے

کوئی ایک عنوان ہو تو بات کر دوں۔ قسم ہے رب کعبہ کی مارا۔ پھر رسوا کیا۔ کوئی اپنی ماں کا۔ کوئی اپنی بہن کا سر بازار نام لینا گوارا کرتا ہے۔ تم نے حسینؓ کو کیا جانا! تم نے نبیؐ کے خانوادے کو کیا سمجھا ہے۔ کہ ان ناپاک زبانوں سے پاکبازوں کے نام لیتے ہو۔ خدا کا قہر ٹوٹ پڑے گا کہ اس مقدس گھرانے کا نام لینے سے پہلے باوضو تو ہو کے آؤ۔ بازاروں میں نام لیتے ہو۔ تم نے کیا سمجھا ہے۔ خدا کا خوف کرو۔ ہم کو گالی دینے کے لیے ..... دے لو گالی! اِن پاکبازوں کے ناموں کو بازاروں میں لانے کی کیا ضرورت ہے۔ کوئی ایک بات ہو تو کروں۔ ؎

تن ہمہ داغ داغ شد
پنبہ کجا کجا نہم

سُن لو گھر والوں سے سن لو جن کو تم اہل بیت کہتے ہو۔ ہم نے کبھی نہیں سنا کہ داماد بھی اہل بیت میں شامل ہے ہم نے کبھی سنا ہی نہیں۔ او لوگو! اس جگہ کے رہنے والو! بتلاؤ۔ ارائیں اگر اپنی بیٹی جاٹوں کو دے دے تو وہ جاٹ داماد ارائیں بن جائے گا؟ او بولو۔ نہیں یہ ہوگا کہ بیٹی کی اولاد جاٹ بن جائے گی۔ یہ بھی کبھی ہوا ہے۔ کہ جس کو بیٹی دی ہو وہ گھر کا بن جائے۔ یہ کبھی نہیں ہوا۔ الٹی بات اہل بیت میں داماد شامل ہے تو جاؤ اپنی کسی کتاب سے یہ نکال کے تو دکھلاؤ کہ مرنے والے کی جائیداد داماد کو بھی ملتی ہے۔ اپنی کسی کتاب سے دکھاؤ۔ مسئلے بنا رہے ہیں۔ تم نے کہا اہل بیت۔ ہم نے کہا چلو ہم مان لیتے ہیں۔ لیکن ان اہل بیت سے پوچھو تو سہی ان کا پہلوں کے بارے میں نقطۂ نگاہ کیا ہے۔

پہلا بیٹا ہوا نام رکھا محمد بڑا ہو کے مشہور ہوا محمد ابن حنفیہ۔ محمد ابن علی۔ حنفیہ اس کی ماں کا نام تھا۔ دوسرا بیٹا ہوا۔ لوگوں نے کہا مبارک ہو علیؓ خدا نے بیٹا دیا۔ نام کس کا رکھ رہے ہو۔ کہا نام اس کا رکھ رہا ہوں جو نبی کا یار غار تھا۔ ابوبکرؓ۔ تیسرا بیٹا ہوا۔ کہا مبارک ہو۔ کس کے نام پہ نام رکھا۔ کہا ابوبکرؓ کے بعد اگر کوئی نام رکھا جا سکتا ہے تو عمرؓ ہی رکھا جا سکتا ہے۔ چوتھا بیٹا ہوا پوچھنے والوں نے پوچھا اس نام کیا ہے۔ کہا جو ترتیب رب نے رکھی ہے علی نے بھی وہی رکھی ہے اس کا عثمان ہے۔ جاؤ کوئی ماں کا لاڈلہ لاؤ۔ چاہے پگڑی سیاہ ہو۔ چاہے چہرہ سیاہ ہو چاہے کرتہ سیاہ ہو۔ چاہے دل سیاہ ہو۔ کوئی لاؤ۔

خدا کی قسم آنکھیں ترس گئی ہیں۔ کوئی ماں کا لال آئے تو سہی۔ سامنے کھڑا ہو کے کہے تو سہی مولوی جھوٹ بولتا ہے۔ کہے تو سہی؟

"ماں نے وہ بیٹا نہیں جنا جو علیؓ کے تینوں بیٹوں ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کا انکار کرنے کی جرأت کر سکے۔" ابھی ماں نے وہ بیٹا نہیں جنا۔ او یارو۔ ایک بات کرو۔ علیؓ کے پڑپوتوں کے نام تو لکھ دیئے ہیں اپنے گھر پر۔ علی کے بیٹوں کے نام لکھتے ہوئے کیا تکلیف ہوتی ہے۔ او چلو ہمارے صدیقؓ کا نام نہ لکھو۔ ہمارے فاروق کا نام نہ لکھو۔ ہمارے عثمان کا نام نہ لکھو۔ اپنے علی کے تینوں بیٹوں کا نام تو لکھ دو۔ لکھو تو سہی۔ او کتاب تیری۔ کوئی بات ختم ہو گئی ہے؟ شہدائے کربلا کا ذکر کرنے والو، حیا کرو۔ او راس کو کہتے ہیں اہل بیت۔ زور لگانے کی کیا ضرورت ہے۔ تمھارے۔ ہم نے تم کو مانا ہے۔ تم بتلاؤ اگر اہل بیت سے محبت کرنے والے ہو۔ اگر علیؓ کی اولاد کو ماننے والے ہو۔ عو سجہ کے بیٹے محمد کا نام لیتے ہو شہدائے کربلا میں۔

او مرثیے سننے والے سنو! تم بھی میرے بھائی ہو۔ لیکن ناراض نہ ہونا۔ لکیر

بیتے ہو سانپ نکل جانے کے بعد۔ ان پیٹنے والوں کو خام مال کس نے مہیا کیا ہے تم بھی مرثیے پڑھتے ہو وہ بھی مرثیے پڑھتے ہیں۔ فرق کیا ہے؟ آؤ فرق کرو۔ اگر چاہتے ہو کہ تمہاری اولاد نبیؐ کے صحابہؓ سے محبت کرنے والی ہو توان کو حق سناؤ کچی روٹی۔ پکی روٹی پڑھ کے آتا ہے مولوی وہی بھینوی گاتا ہے وہی وہ گاتے ہیں پھر آدمی نقل کے پاس کیوں جائے۔ اصل کے پاس کیوں نہ جائے۔ اوسنتے ہو کہ نہیں۔ ہم بُرے سہی۔ ہم نابکار سہی۔ ہمیں گالی دے لو۔ تم بھی دے لو۔ تمہارا بھی دل ٹھنڈا ہو جائے۔ ہم کچھ نہیں کہتے۔ لیکن کبھی یہ بھی سنا ہے کہ وہابیوں کی کوئی بہو بیٹی بھی کبھی گھوڑے کے نیچے سے "منڈا" وارنے گئی ہو۔ کیوں لڑتے ہو یار۔ یار حق کی بات تو ہم اکیلے بھائی بن کے کر رہے ہیں۔ اور منڈا نیچے سے وارنے کی بات کرتے ہو۔ کائنات کے رب کی قسم ہزار گھوڑا ہو ہم اپنے منڈے پر اس کو دار ناگوارا نہیں کرتے۔ گھوڑوں کے سموں کے نیچے تم خود لیتے ہو۔ اگر گھوڑا کسی نے نکال لیا ہے تو گناہ کیا کیا ہے۔ دودھ تم پلاتے ہو۔ رونق تم بناتے ہو۔ بُرا ہم کو کہتے ہو۔ ہم کو معلوم نہیں ہے۔ یہ بات ہم کہتے ہیں۔

؎ دینے والا نہ گھوڑا نہ گھوڑے والا۔

"چوہدری جی گل سمجھ آرہی اے کہ نئیں"

بات سیدھی جب تم ذرا نیچے آ گئے پھر اور نیچے چلے جائیں۔ سلامت وہی رہے گا کہ ع گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے۔

جس نے ایک دروازے پر جھکالی۔ وہ سو د۔ دا۔ ے پر بھی جھکا دے گا۔ اور ہم سے کائنات کیوں ناراض ہے۔ یزدانی صاحب کہہ رہے تھے۔ دائیوں۔ اہل حدیثوں کی دائیوں۔ کہہ رہے تھے کہ نہیں۔ یہ مشیری یہ وزیری کوئی ہم سے زیادہ بڑی ہے۔ لوگوں نے ان دیواروں کو نہیں دیکھا جن دیواروں کو پھاند کے ہم

پڑھے آئے ہیں۔ کیا ہے۔
اگر علم کی بنیاد پر یہ چیزیں ملتیں تو ہمارے پاؤں کے تلووں کے نیچے ہوتیں۔ لیکن ان میں سر کو جھکانا پڑتا ہے لیکن ہم نے جھکانا نہیں کٹانا سیکھا ہے۔ نام حسینؓ کا لیتے ہو جھک ہر جگہ جاتے ہو۔ وہی رہے گا جو کہیں نہ جھکا ہو۔ نہ دربار پہ جھکا۔ نہ وزیر کے سامنے جھکا۔ نہ مشیر کے سامنے جھکا۔ نہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے سامنے جھکا۔ نہ صدر کے سامنے جھکا۔ نہ ولی کے سامنے جھکا۔ جھکا تو صرف رب کائنات کے سامنے جھکا۔ اور وہیں جھکا۔ دنیا کی کوئی طاقت پھر اس کو کہیں جھکا نہیں سکتی۔ جھکنے کا کیا ہے۔ یہ ہمارا دوست تھانیدار ہے اس کو دیکھ کے جھک جائیں۔ ٹھیک ہے کہ نہیں۔ تھانیدار کے آگے جھکو۔ ڈی۔ ایس پی کے آگے رکوع وچہ جاؤ۔ ایس۔ پی اگے سجدے وچ جاؤ۔ تے آئی۔ جی آئے تے لمے پے جاؤ۔ پھر یہی بات ہے کیوں حافظ جی۔ کیوں قاضی صاحب پھر گھوڑے کے آگے جھکو۔ گھوڑے والے کے آگے جھکو۔ پھر گھوڑے والے کے آگے جھکو۔ پھر جہاں سے گھوڑا آیا ہے وہاں جھکو۔ پھر جہاں سے گیا ہے وہاں جھکو۔ پھر کعبے میں جاؤ گے تو کیا منہ لے کے جاؤ گے۔ پھر کہاں کہاں جھکو گے۔ کائنات کے رب کی قسم بڑے گنہگار ہیں۔ بڑے خطا کار ہیں اپنے گناہوں کو دیکھتے ہیں حیا آتی ہے۔ لیکن اے رب! تیری بارگاہ میں آئیں گے۔ کوئی نامۂ اعمال میں روشنی نہیں ہوگی۔ ایک بات تو تن کے کہہ سکیں گے اللہ دیکھ گنہگار جتنے چاہے ہوں لیکن تیری کبریائی کی قسم ہے دنیا میں کسی کبریا کے سامنے نہیں جھکے۔
اتنی تو بات ہے اور وہ حوض کوثر والا حوضِ کوثر پر بیٹھا ہوگا۔ نہیں گے آقا تو جو چاہے سلوک کرے لیکن کائنات نے بڑے آقا بنائے ہم نے تیرے

سو کبھی کسی کی طرف پلٹ کے دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔

گنہگار بہت ہیں۔خطاکار بہت ہیں۔لیکن نہ تیری کبریائی میں فرق آنے دیا نہ مدینے والے تیری مصطفائی میں فرق آنے دیا۔

امامت مانی تو تیری۔خدائی مانی تو خدا کی۔نہ ضیاء الحق کی مانی۔ناراض ہو جائیں کہ ہم انتخاب کی بات کرتے ہیں ہمارا عقیدہ انتخاب ہے۔" میں کہنا ہاں کہ ایہہ وچارے رپورٹر آئے نیں ایہناں واسطے وی تے کوئی مصالحہ ہونا چاہی دا اے نال" ایہہ ایویں ای ناں خالی کتاباں لے کے چلے جان" میں یہ کہہ رہا تھا۔ہمارے اوپر ناراض ہو جائے ساری کائنات! اللہ کی قسم پرواہ نہیں ہے۔صدر، مشیر وزیر، تھانیدار تو ہوتا ہی نہیں۔اچھا آدمی ہوتا ہے بے چارہ۔ویسے اک گل یاد رکھو۔آئی جی نال لڑیا کرو۔تھانیدار نال نہ لڑیا کرو۔ایہہ قریب دا آدمی اے

ایہہ کول جو رہندا اے۔کیا ہے؟

کعبے کے رب کی قسم ہے یہی ایک بڑا فخر ہے کہ اللہ نے اس گھرانے میں پیدا کیا کہ جس میں پیدا ہونے والے کے چھوٹے سے دل میں رب کے سوا کسی دوسرے کا ڈر ہوتا ہی نہیں۔کیا کریں اب نہیں ہے تو کیسے ڈریں۔ڈرامہ تو ہمیں کرنا نہیں آتا۔لوگ تو ڈرامہ کر کے بھی ڈرا لیتے ہیں۔

اور بات آگئی ہے۔مولوی زبیر ہمارا یار ہے۔کہتا ہے پیٹنے کی بات کرو۔ میں کہتا ہوں اگر پیٹنا ثواب ہوتا تو مولوی زیادہ پیٹتا۔ایمانداری کی بات ہے کہ نہیں۔اگر چھریاں مارنا ثواب ہوتا تو مولوی تلواریں مارتا۔اگر یہ کام ثواب کا ہے تو مولوی کیوں نہیں کرتا۔مولوی نے تو ڈیڑھ سو روپے گز والے کپڑے کی شیروانی پہنی ہوتی ہے۔لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن پیٹ رہے ہوتے ہیں۔او خدا کے بندے اگر پیٹنا ثواب ہے تو تیری چھاتی کیسے سلامت ہے۔کیا

لوگوں کو کہتے ہو، ہم سے سنو! ہم لوگ لوگوں کو وہی کہتے ہیں جو خود کرتے ہیں۔ ہم خود پٹینا نہیں جانتے لوگوں کو پٹوانے کے لیے بھی نہیں کہتے۔ اپنی چھاتی عزیز ہے تو لوگوں کی کیوں برباد کریں۔ ہمارا تو بڑا سیدھا سادھا مسلک ہے۔

آؤ پوچھو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جاؤ کسی مولوی کو کہو۔ یہ جو شہدائے کربلا میں نام لیتے ہو غیروں کے بیٹوں کے۔ محمد ابن عوسجہ۔ جعفر ابن عوسجہ۔ شمر ذی الجوشن۔ یہ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ شمر کا نام۔ فلاں کا نام اور چچا کے بیٹوں کے نام محمد ابن عون۔ جعفر ابن عون پھر عباس کا نام لیتے ہو۔ پھر مسلم کا نام لیتے ہو۔ اور ان سب سے دوستی۔ علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی کیا ہے۔ اس کے بیٹوں کا نام کیوں نہیں لیتے جاؤ واقعہ شہادت کی کوئی شیعہ تاریخ اٹھا کے لاؤ۔ اس میں سب سے پہلے حسین رضی اللہ عنہ پہ جس نے اپنی جان نچھاور کی تھی وہ ابوبکر تھا علی رضی اللہ عنہ کا بیٹا۔ کیا نام تھا اس کا۔ ابوبکر۔ دوسرا جس نے اپنی جان قربان کی تھی اس کا نام عمر تھا۔ کس کا بیٹا؟ علی رضی اللہ عنہ کا تیسرا جس نے جان قربان کی اس کا نام عثمان تھا۔ کس کا بیٹا؟ علی رضی اللہ عنہ کا۔ ان کا نام کیوں نہیں لیتے۔ ہاں عمر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

کیوں چھپاتے ہو۔ اور لوگوں کے بیٹوں کے نام لیتے ہو کہ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربان ہوئے۔ علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کا نام کیوں نہیں لیتے۔ جانتے ہو علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کا نام آئے گا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے گا۔ علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کا نام آئے گا تو عثمان رضی اللہ عنہ آئے گا۔ اور سنو بات عوسجہ کے بیٹے کا نام لینے والو! حسین کے بڑے بھائی حسن کے بیٹے کا نام کیوں نہیں لیتے۔ حسین رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کا نام کیوں نہیں لیتے۔ کربلا میں شہید ہونے والا ایک حسن کا بیٹا ابوبکر تھا ایک عمر تھا ان کا نام کیوں نہیں لیتے ابھی تسلی نہیں ہوئی۔ جو شہید ہوا ہے اس کو پوچھو۔ اور علی اصغر کا نام لیتے ہو محمد کا نام لیتے ہو۔ اور حسین رضی اللہ عنہ کے جوان بیٹے کا نام کیوں نہیں لیتے جو باپ کے

سامنے تیر کھاتا ہوا مرا جس کا نام عمر ابن حسینؓ تھا۔ حسینؓ کا بیٹا عمر کیوں نہیں نام لیتے اپنی مسجدوں میں اپنے بارگاہوں میں ہمارے بڑوں کا نام نہ لکھو اپنے بڑوں کا نام تو لکھو۔ اور کتاب۔ کتاب تمہاری۔ کوئی ماں کا لال اٹھے۔ کہے ہماری کتاب میں نہیں ہے۔ یا اس کتاب کو جلائے۔ یا عمر کی صداقت کا، رفعت کا، جلالت کا۔ عظمت کا اور علیؓ کے اس سے پیار کا اعتراف کرے۔

اپنے گھر والوں سے پوچھو جن کو تم اہل بیت کہتے ہو انھوں نے اپنے بیٹوں کے نام اِن کے نام پہ کیوں رکھے۔ میں تھک گیا ہوں پوچھ پوچھ کے۔ میں نے ملتان میں پوچھا مظفر گڑھ میں پوچھا۔ ڈیرہ غازی خاں میں پوچھا۔ پشاور میں پوچھا۔ لاہور میں پوچھا۔ کوئی جواب نہیں دیا ایک نے جواب دیا مظفر گڑھ سے آیا تھا۔ کہنے لگا کہ نام علیؓ نے اس لیے رکھے کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ نام بُرے نہیں ہوتے کہنے لگا ہاں۔ میں نے کہا حسنؓ نے کیوں اپنے بیٹوں کے نام رکھے کہنے لگا اس نے بھی اسی لیے رکھے۔ میں نے کہا حسینؓ نے اس نے کہا حسین نے کسی بیٹے کا نام نہیں رکھا۔ میں نے کہا حسینؓ نے بیٹے کا نام بھی عمر رکھا پوتے کا نام بھی عمر رکھا۔ اٹھا ارشاد شیخ مفید کی۔ اٹھا جلاء العیون ملا باقر مجلسی کی۔ کوئی دنیا کے سب ناموں کی تاریخ اٹھاؤ۔ شیعہ کی لکھی ہوئی ہو۔ جہاں حسینؓ کا ذکر آئے گا اس کے بیٹے کا نام عمر آئے گا اس کے پوتے کا نام عمر آئے گا۔ کہنے لگا میں پوچھ کے بتلاؤں گا۔ اور میں خط کا انتظار کر رہا ہوں۔ پہلے بھی میں نے خط کے دسے دیئے تھے۔ اور پھر میں نے کہا۔ علیؓ نے تو سمجھانے کے لیے نام رکھے کہ نام بُرے نہیں ہوتے۔ تجھ کو نام پھر بُرے کیوں لگتے ہیں کہنے لگا میں تو بُرا نہیں سمجھتا۔ میں نے کہا بالکل نہیں سمجھتا۔ کہنے لگا بالکل نہیں سمجھتا۔ میں نے کہا اچھا۔ پھر آج تیرے نام پہ عمر کا کتبہ لکھ کے لگا دیتے

کہندا اے مینوں مروا نکجے۔ پھر کیوں نہیں نام رکھتے۔

آؤ اہل بیت سے پوچھو ان کے نزدیک ان کا مقام کیا ہے۔ میں نے ابتدا میں کہا تھا کہ آج مسئلے پر جھگڑ رہے ہیں جس مسئلے پر جھگڑنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کہتے ہیں خلافت علیؓ کا حق تھا۔ میں کہتا ہوں کہ تمہارے کہنے سے اگر علی کا حق تھا۔ تو واپس مل جائے گی؟ کیوں جی؟ اگر چودھری معشوق کے پاس پڑی ہوئی ہے تو میں خود تمہیں اٹھا کے دے دیتا ہوں! میرے گھر میں پڑی ہے! کوئی سمجھ میں نہیں آئی بات! اب اگر کہتے ہو کہ لے لی تھی؟ پھر اب؟ اب کیا کریں! جو زور والے تھے۔ لے ہی لیتے ہیں۔ جو پھر شیرِ خدا ہوتے ہیں وہ لے ہی لیتے ہیں۔ جو طاقتور ہوتے ہیں وہ لے ہی لیتے ہیں۔ جب کمزور نے مان لیا ہے تو تو کیوں نہیں مانتا۔ کہتا ہے وہ کمزور تھا؟ میں نے کہا پھر دی کیوں۔ کہتا ہے انھوں نے چھین لی تھی۔ میں نے کہا طاقتور سے کوئی چھین سکتا ہے۔ میں خود کمزور ہوں میری گاڑی کو کوئی ہاتھ لگا کے تو دیکھے۔ مسجد کوئی چھین لے کسی چوہدری کا کوئی مرلہ چھین کے دکھائے۔ اور کوئی اپنی زمین کی "وَٹ" نہیں چھیننے دیتا۔ ٹھیک ہے کہ نہیں۔ میں مر گیا ہوں سمجھا سمجھا کے اپنی بستی کو۔ او ڈانگاں دی لڑدے او۔ "وَٹ" سمجھتے ہو۔ سارے ای سمجھ دے او۔ سارے بنیڈو او تسی اکٹھے ہوئے دے او۔ کوئی وٹ چھین سکتا ہے؟ کسی کی؟ میں نے کئی دفعہ خدا جانتا ہے۔ لوگوں کو کہا بندوقیں لے کے بیٹھے ہوئے۔ میں نے کہا کیا بات ہو گئی ہے۔ کہنے لگے۔ میری وٹ ڈھانا چاہندا اے۔ میری وَٹ واہنا چاہندا اے۔ میں آکھیا چودھری وَٹ ای اے ناں۔ کہنے لگا۔ وٹ نئیں جٹ دی سٹ اے۔ کہتے ہیں کہ نئیں او تم دو ٹکے کے لوگ۔ ہماری وٹ کوئی نہیں چھین سکتا۔ علیؓ اتنا ہی کمزور تھا۔ کوئی اس کی خلافت ہی چھین کر لے گیا تھا۔ کوئی عقل کی بات کرو کبھی سوچ سمجھ کے بھی بات کی ہے؟ ٹکر کے

کو پڑ رہی ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں۔ ابوبکرؓ کو گالی دے رہے ہیں انھوں نے چھین لی۔ او بندہ خدا ابوبکرؓ کو برا کہنے سے پہلے یہ تو سوچ لو کہ جس کی چھینی ہے اس کی حیثیت کیا ہے۔ اس کی کیا عزت تو دیکھ رہا ہے علیؓ اتنا کمزور تھا۔ اس کی جو چیز مرضی چھین کے لے جاتا تھا۔ میرا موضوع کہ کیا کیا چھینا۔ اور انھوں نے کیا کیا بتایا۔ اور کیا کیا ہم سے چھینا۔ خدا کا خوف کرو۔ اللہ سے ڈرو۔ آج ملک کو اتحاد کی ضرورت ہے آج ملک کو اتفاق کی ضرورت ہے۔ کعبے کے رب کی قسم۔

آج اندرا گاندھی لن ترانیاں کر رہی ہے۔ آج مسلمان بیروت میں جو ذبح ہو رہے ہیں اس کا سبب کیا ہے؟ اس کا سبب یہ ہے کہ مسلمان بیکار لڑ رہے ہیں۔ اپنے اکابر کی نفی کر رہے ہیں۔ اپنے اسلاف کے ماضی کو گندلا کر رہے ہیں۔ وگرنہ کبھی کفر کو جرأت ہو سکتی تھی کہ مسلمان کی طرف آنکھ اٹھا کے دیکھے آج لڑتے ہو اور لڑتے اس چیز پہ ہیں جس کو چودہ سو سال گزر چکے ہیں۔ ابوبکرؓ کو فاروقؓ کو عثمانؓ کو تم برا کہو گے تو چاند پہ تھوکنے سے چاند گندہ ہو جاتا ہے! اس پہ کوئی فرق پڑ جائے گا؟ تم ہمارے جذبات کو کیوں مجروح کرتے ہو؟

ہم کہتے ہیں۔ کائنات میں سب سے اعلیٰ ترین ہستی۔ کہ آدمؑ کی اولاد میں قیامت تک جیسی پیدا نہ ہوئی۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی ہے۔ اور نبیوں کی امتوں میں سے ساری کائنات کے جتنے نبی علیہم السلام ان سب کی امتوں میں سے سب سے اعلیٰ ہستی صدیق رضی اللہ عنہ کی اس کے بعد ہستی فاروق رضی اللہ عنہ کی اس کے بعد ہستی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی۔ اس کے بعد ہستی علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی۔ ہم تو کسی کو برا نہیں کہتے ہیں جو کسی ایک کو برا کہتا ہے اس کا ایمان سلامت رہتا ہی نہیں (ختم)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ

تذکرہ علماء اہلحدیث

جناب ملک عبدالرشید عراقی

مولانا سلامت اللہ جیراجپوری

(م ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء) —— !

مولانا سلامت اللہ بن رجب علی (م ۱۳۲۲ھ) کا تعلق ضلع اعظم گڑھ کے قصبہ جیراجپور سے تھا۔ بچپن میں یتیم ہو گئے۔ ان کی والدہ نے تربیت کی۔ ابتدائی تعلیم مولانا عبداللہ جیراجپوری مرحوم اور مولانا عبدالغنی فرخ آبادی مرحوم سے حاصل کی۔ بعد ازاں جون پور تشریف لے گئے۔ اور مولانا مفتی محمد یوسف فرنگی محلی سے کتب درسیہ پڑھیں۔ اس کے بعد مولانا احمد علی سہارنپوری مرحوم محشی صحیح البخاری سے استفادہ کیا۔ بعد ازاں حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی مرحوم و مغفور کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے اور حدیث کی تحصیل کی۔

صاحب نزہتہ الخواطر مولانا سید عبدالحئی الحسنیؒ لکھتے ہیں۔

" ثم دخل جون پور وقرأ الکتب علی مفتی یوسف بن اصغر الانصاری اللکھنوی ثم سافر الی سہارن پور یدرو قرأ الحدیث علی الشیخ احمد علی بن لطف اللہ الحنفی السہارن پوری ثم اسند الحدیث عن الشیخنا المحدث نذیر حسین الدھلوی۔ (نزہتہ الخواطر ج ۸ ص ۱۹۰)

تکمیل تعلیم کے بعد توحید و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ اپنے ضلع اعظم گڑھ اور گردونواح کے اضلاع بنارس، جون پور، غازی پور اور گونڈہ وغیرہ خوب توحید و سنت کی تبلیغ اور شرک و بدعت کی تردید کی۔

مولوی ابو یحیی امام خاں نوشہروی مرحوم لکھتے ہیں۔

" مولانا سلامت اللہ نے دہلی جا کر حضرت میاں صاحب سے حدیث کی تکمیل کی۔ اس کے بعد

نہایت انہماک کے ساتھ توحید کی اشاعت اور تبلیغ کرنے لگے۔ بنارس، جون پور، غازی پور، گونڈہ اور بالخصوص اعظم گڑھ میں انکی ذات سے توحید وسنت کی بہت اشاعت ہوئی۔ اور سینکڑوں مواضعات سے شرک وبدعت کو ناپید کر دیا۔ مناظرہ میں اپنے عہد کے امام تھے۔ اور وعظ میں بے نظیر، اعظم گڑھ سے آج تک اس شان کا کوئی عالم ربانی نہیں اٹھا۔ اور نہ اعظم گڑھ کے ضلع کے مسلمانوں کے دلوں میں کسی عالم کا اتنا احترام تھا۔" (تراجم علمائے حدیث ہند ج: ۱ ص: ۳۸۷)

بعد میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اور بنارس کے ایک دینی مدرسہ میں کئی سال تک تفسیر و حدیث کا درس دیتے رہے۔ پھر محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق الحسن خاں قنوجی رئیس بھوپال نے آپ کو بھوپال طلب کیا۔ اور مدرسہ سلیمانیہ کا مہتمم مقرر کیا اور کئی سال تک آپ نے اس مدرسہ میں درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔

مولانا سید عبدالحی الحسنیؒ لکھتے ہیں۔

"ثم سافر الی بھوپال وولی التدریس فی المدرسۃ السلیمانیہ فدرس بہا مدۃ۔ (نزہۃ الخواطر ج: ۸ ص: ۱۹۰)

قیام بھوپال میں آپ نے شیخ حسین بن محسن انصاری الیمانی سے حدیث کی سند لی۔

(حیات عبدالحی مولفہ مولانا ابوالحسن علی ندوی ص: ۸۰)

آپ کے تلامذہ میں مولانا حفیظ اللہ بندوی صدر مدرس ندوۃ العلماء لکھنو اور مولانا احمد اللہ شیخ الحدیث مدرسہ رحمانیہ دہلی کے نام ملتے ہیں۔ (تراجم علمائے حدیث ہند ج: ۱ ص: ۳۸۸)

مولانا سلامت اللہ، لوازمات علم کے ساتھ حسن اخلاق کے منبع تھے۔

علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم لکھتے ہیں۔

"جے راجپور مولانا سلامت اللہ صاحب کا وطن تھا۔ مولانا سلامت اللہ صاحب نے پہلے جون پور کے مدرسہ میں جا کر مفتی محمد یوسف صاحب سے علوم کی تکمیل کی۔ پھر بنارس میں پڑھا۔ اور پھر دہلی پہنچ کر مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب سے حدیث پڑھی۔ اور اس

پھر نہایت انہماک کے ساتھ اپنے وطن واپس آکر ترک تقلید اور آمین بالجہر، رفع الیدین اور قراءۃ خلف الامام وغیرہ مسائل کی اشاعت کیلئے وعظ و تبلیغ شروع کی نتیجہ یہ ہوا کہ اعظم گڑھ کے اطراف میں تقلید و عدم تقلید اور ان فقہی مسائل کا شور مچ گیا۔ (حیات شبلی ص ۱۰)

مولانا سلامت اللہ کا شمار کبار علمائے اہلحدیث میں ہوتا تھا۔ مولانا عبد الحی الحسنی مرحوم نے آپ کو کبائر العلماء میں شمار کیا ہے۔ (نزہۃ الخواطر ج : ۸ ص ۱۶۰)

مولانا سلامت اللہ نے ۵۳ سال کی عمر میں ۳۰ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۰۴ء بھوپال میں انتقال کیا۔ اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔ (تراجم علمائے حدیث ہند ج : ۱ ص ۳۸۸)

ترجمان الحدیث کے آئندہ شمارہ میں

مدیر اعلیٰ "الاسلام" جناب بشیر انصاری کے قلم سے سفر حجاز کے تأثرات نذر قارئین کیے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ (ادارہ)

ضروری اعلان

بحمد اللہ الاسلام ڈائری ۱۹۹۱ء کی ترتیب شروع ہو چکی ہے۔ ۱۹۹۰ء کی ڈائری کو جو پذیرائی حاصل ہوئی اور احباب نے جسطرح تعاون کیا اور پسند فرمایا وہ امر ہمارے لیے حوصلہ و امید کا پیغام ہے۔ الاسلام ڈائری کو ہم مسلکی، تنظیمی، جماعتی اور معلوماتی کے اعتبار سے اس قدر جامع بنانا چاہتے ہیں کہ وہ ہر فرد کی ضرورت بن جائے۔ لہٰذا جملہ احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔

نیز اپنے علاقہ کی اہم جماعتی شخصیتوں، مساجد، مدارس اور رفاہی اداروں کے پتوں اور ٹیلیفون نمبروں سے مطلع فرمائیں۔

ادارہ الاسلام ڈائری ۔ ۵۰ لوئر مال لاہور فون ۵۴۰۷۲ ۲۲۵۳۵۳